

خالی

حصہ سوٹم

خالی

”کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں ہونہی بیکار پیدا کیا اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہ جاؤ گے۔“ (المؤمنون : ۱۱۵)

”اور ہم نے آسمان و زمین اور اس کے درمیان کی چیزوں کو ناجائز پیدا نہیں کیا۔“
(ص: ۲۷)

یہ بات تو یقینی ہے کہ زندگی کا ایک واضح مقصد موجود ہے۔ اگر ہم ذرا غور کریں تو بڑی آسانی سے اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ پوری کائنات کا وجود اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ یہ ایک مفہوم نظام ہے جس کے تحت لوگ اس دنیا میں بھیجے جاتے ہیں اور پھر واپس بلائے جاتے ہیں۔ گوکہ ہر انسان کو اس کا انفرادی مقصد ہاتھ میں تھما کرنیں بھیجا جاتا کیونکہ اسی سے تو اس انسان کی آزمائش مقصود ہوتی ہے۔ ہر انسان کے لئے اپنا مقصد حیات کو چونا اُس انسان کی انفرادی ذمہ داری بنائی گئی ہے۔ بحر حال ایک اہم پہلو جو قابل غور ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ ہم اس دنیا کو ایک بہت بڑے نظام کے طور پر قبول کرتے ہیں جس کے اندر چھوٹے چھوٹے بے شمار نظام موجود ہیں۔ اس نظام کا نبات کا ایک مالک ہے ہم سب اُس کے ہندے ہیں اور اپنی بٹا کیلئے اُس کی رہنمائی اور مدد کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس نظام کو چلانے کے لئے بڑے واضح اصول بنائے ہیں جو صدیوں سے بغیر کسی روک ٹوک کے جاری و ساری ہیں۔ جب کوئی انسان ان اصولوں کی خلاف ورزی کرتا ہے تو نقصان اٹھاتا ہے اور جب اللہ کے آگے جھک جاتا ہے اور ان اصولوں کی پابندی کرتا ہے تو فائدے میں رہتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی کوئی دفتر، کمپنی یا کسی گھر کا نظام اس اصول پر چلتے دیکھا ہے کہ ہر کوئی اپنی انفرادی ڈیوٹی پوری کر رہا ہو چاہے اُس کے دفتر، کمپنی یا گھر کو اس سے نقصان ہی پہنچ رہا ہو؟ جب تک کسی نظام سے متعلق سارے لوگ کسی ایک خاص مقصد کی تکمیل کے لئے کام نہ کر رہے ہوں وہ دفتر ہو یا گھر، کمپنی ہو یا ادارہ کا میاں نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال عام زندگی کے کسی بھی شعبے سے لے لیں مثلاً ایک گاڑیاں بنانے کی کمپنی ہے تو وہاں بے شمار لوگ کام کر رہے ہوں گے۔ کوئی بھلی کا کام کرے گا تو کوئی اٹھن بنانے کا لیکن ہزاروں لوگوں میں ایسا ایک بھی نہیں رکھا جائے گا جو گاڑی بنانے سے لائق رہنا چاہتا ہو۔

اب ایک خاندان کی مثال لے لیں۔ کامیاب خاندان وہی ہوتے ہیں جن کے مقاصد یکساں ہوں یعنی وہ اگر بچوں کو تعلیم دلانا چاہیں تو خاندان کے سارے لوگ اس سے اتفاق کریں گے۔ یہ ممکن نہیں ہو گا

Computer Programmer بنا

- ☆ بڑے بڑے کام کرنا وغیرہ وغیرہ۔
- ☆ شادی شدہ لوگوں کے لئے ہمارا معاشرہ مقصد کا تعین کرتا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ میاں یہوی مل کر زندگی کے معیار (دنیاوی) کو بلند کریں۔

ایک سچا واقعہ ساری صورت حال کو اچھی طرح واضح کر دے گا۔ اثر میڈیٹ کی ایک طالبہ ٹیوشن پڑھنے کی کھڑھ جاتی تھی۔ پڑھائی کے دوران جتنی نمازوں کا وقت آتا وہ بڑی پابندی کے ساتھ نمازیں ادا کرتی اور پھر کافی دریتک جائے نماز پر بیٹھ کر دعا بھی، مانگی۔ ٹیچر نے اُس کی بڑی تعریف کی اور پوچھا کہ دعا میں کیا مانگتی ہو تو اُس نے حیرت انگیز اکشاف کیا کہ میری امی نے ہم سب ہم بھائیوں کو بچپن میں ایک دعا پا کروائی تھی جو کچھ یوں تھی۔ اے اللہ مجھے گاڑی دے دے، کوئی دے دے فرنج، TV، VCR، اور اسی طرح کی چیزوں پر مشتمل ایک لمبی لست تھی جیسے ہمارے جیزین کی است بنائی جاتی ہے۔ ٹیچر نے طالبہ کو سمجھایا کہ تم نے زندگی، سکون، خوشی، صحت، نیکی کی توفیق جیسی توکوئی بھی چیزوں میں مانگی۔ جبکہ ان چیزوں کے بغیر تو زندگی بہت مشکل ہوتی ہے۔ وہ لڑکی خوش قسمت تھی جو اسے ایک استاد نے غلط دعا مانگنے سے بروقت روک دیا۔ مقصد حیات سے متعلق سروے میں بھی کچھ ایسی ہی صورت حال سامنے آتی ہے کہ لوگ آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے غلط راستے پر چل پڑے ہیں اور آج کل جو حالات نظر آتے ہیں ان کے مطابق پچاس سال سے زیادہ کی تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ یہاں پر حکومت اور ہر حکمران کا مقصد حیات صرف یہ رہا ہے کہ جتنی دریتک وہ کری پر جمار ہے بہتر ہے۔ ان سب حکمرانوں کی ماوں نے شاید کچھ ایسی ہی دعا کیں انھیں بھی سیکھائی ہوں گی۔ جس قوم کی ماوں کا مقصد حیات ہی یہ ہو کہ ان کے بچوں کو اس دنیا کی تمام نعمتوں مل جائیں اور جس قوم میں دنیاوی فائدوں کے لئے زندگی داؤ پر گاہی جائے اور اُسی کو مقصد حیات سمجھا جائے وہاں حالات کی میچیدگی کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

مندرجہ بالا مقاصد حیات جانتے کے بعد اس حقیقت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے ہاں مقصد حیات کے پارے میں صحیح آگاہی پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے نہیں تو لوگ بے مقصد زندگی گزارتے رہیں گے یا پھر غلط مقاصد کو ہی زندگی کا جواز سمجھتے رہیں گے۔ آئیے مقاصد حیات کے سلسلے میں اُس اللہ تعالیٰ کی رہنمائی لیں جس نے ہماری کئی مقامات پر توجہ اس معاملے کی طرف کروائی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بے مقصدیت

ہماری ترقی میں ایک بہت بڑی رکاوٹ مقصدِ حیات سے بے راہ روی ہے۔ (مقصدِ حیات پر ایک مفصل آرٹیکل بنام ”مقصدِ حیات“ شعور زندگی میں آچکا ہے)۔ ہمارے ادارے کی ریسرچ کے حوالے سے ایک دلچسپ حقیقت دیکھنے میں آئی ہے۔ صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ ہمارے اردو گرد کے پیشتر لوگ اس اہم نقطے کی نزاکت سے بالکل ناواقف ہیں کہ انسان ہونے کے ناطے ہر کسی نے زندگی گزارنے کا جو جواز ملاش کیا ہے وہ اسی کو مقصدِ حیات بھی سمجھتے ہیں۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ ہمارے اردو گرد کے لوگوں کے مقاصدِ حیات کس نوعیت کے ہیں۔

- ☆ اکثر نوجوان لڑکے امریکہ یا یورپ جا کر سیست ہونے کو مقصدِ حیات بنائے ہوئے ہیں۔
- ☆ نوجوان لڑکیاں اچھی جگہ شادی کر کے خاوند اور سرسرال کو خوش رکھنا مقصدِ حیات سمجھتی ہیں۔
- ☆ بعض لوگوں کا مقصدِ حیات ہر سال گاڑی کا ماذل بدلانا بھی سننے میں آیا ہے۔
- ☆ چھوٹے گھر سے بڑے گھر میں منتقل ہونا بھی مقصدِ حیات ہے۔
- ☆ بعض خواتین نے یہ تسلیم کرنے میں بھی کوئی پچھاہٹ محسوس نہیں کی کہ ان کی زندگی کا مقصد خاوند کے status کے مطابق نئے نئے نئے لباس اور زیور پہننا ہے۔ اسکے علاوہ

☆ عورتوں کے نزدیک گھر چلانا اور بچے پالنا۔

☆ بچوں کی اچھی تربیت کرنا تا کہ وہ صدقہ جاریہ بن سکیں۔

☆ اچھے مستقبل کے لئے محنت کرنا۔

☆ بعض لوگوں نے عمر کا ایک بڑا حصہ گزارنے کے باوجود ابھی سوچا ہی نہیں کہ ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے۔

- ☆ (Don't like to share) بعض لوگوں کے نزدیک یہ خیہر کھنے والی بات ہے۔
- ☆ ”کچھ نہیں“ جیسا سیدھا جواب، پیشتر لوگوں سے ملتا ہے۔
- ☆ کہیں سے خوشیاں مل جائیں بعض لوگ اس کو بھی مقصدِ حیات بتاتے ہیں۔
- ☆ کچھ لوگوں کے نزدیک بہتر انسان بننا بھی مقصدِ حیات ہو سکتا ہے۔
- ☆ صحیح اور غلط کی پہچان کرنا بھی بعض لوگوں کا مقصدِ حیات ہے۔

کے مطابق اپنی حدود میں رہ کر ہم ایک بڑے خاندان کے طور پر اس دنیا میں رہتے ہیں۔ بحثیت انسان ہم سب ایک دوسرے پر حق رکھتے ہیں۔ اس دنیا میں اپنی ذریعہ اینٹ کی مجید بنا کر رہنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

آئیے چند حقائق کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ ہمارے اردو گرد موجود لوگوں کے مقاصد حیات میں کیا کی رہ گئی ہے۔ سب سے پہلے ان لوگوں کو لیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی صرف کھانے پینے اور مزے اڈانے کے لئے دی گئی ہے۔ اس طرح کی ذہنیت رکھنے والے تو شاید انسانوں کی فہرست میں سے نکال دیتے جائیں تو بہتر ہو گا کیونکہ بغیر شعور کے انسان اور جانور میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ کھاتے پیتے تو سب جانور ہیں اور زندگی کے دن بھی ایک ایک کر کے گزارہ ہی لیتے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہنانے ہوئے ہوئے نظام میں fit ہوتے ہیں کہ نہیں؟ یقیناً ایسی زندگی وہی گزار سکتا ہے جو علم کے نور سے دور ہو۔ ہمارے نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

”اگر میں تمہیں اس کائنات اور اس کے ہنانے والے کے حقائق کے بارے میں بتا دوں تو تم کہیں جنگلوں میں نہ بھاگ جاؤ۔“

انسان کی ناقص عقل شاید ان حقائق کی متحمل ہی نہیں ہو سکی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی بھلائی کے لئے کائنات کے بہترین انسانوں کو اپنا خبیر بنا کر پیغام پھیلانے کا کام سونپا۔ اللہ تعالیٰ کو مظہور نہ تھا کہ نبی پاک ﷺ کو غار میں، ہی رہنے والی کیونکہ پھر اس کائنات کا نظام کیسے چلتا۔ یاد رہے اللہ تعالیٰ کو انسان کا کامیاب ہونا مقصود ہے۔ جب ہم کسی دفتر میں کام کرتے ہیں تو کھانا پینا تو محض و قسم میں ہی ہوتا ہے آپ کو ایسی نوکری کوں دے گا جس میں آپ کھائیں جائیں اور کام مختصر و قبول میں کرنا چاہیں یا کرنا نہیں نہ چاہیں؟ ایسے لوگوں کو کوئی قبول نہیں کرتا۔ لہذا ہم بھی ایسے لوگوں کو اپنے نظام دنیا کا حصہ نہ مانے میں بالکل حق بجانب ہو گے۔

ایسے نوجوان اڑ کے اور اڑ کیاں جو مغرب میں سیٹ ہونے کو یا شادی کرنے کو مقصد حیات سمجھتے ہیں انھیں بھی یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ مغرب میں رہیں یا مشرق میں کپیوٹر پروگرامر ہیں یا ڈاکٹر یا پھر شادی کریں یا نہ کریں اس دنیا اور آخرين کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اُن کا وجود اس نظام کا حصہ بنا رہے اور ان کے مقصد حیات کا رخ اس نظام کا کامیاب کرنے کے لئے ہو۔

قانونی قدرت اسی طریقہ کارکی تائید کرتے ہیں۔ غور کریں ہر انسان جو کسی ایسی عادت کا مالک ہو

لئے کیا کرنا چاہیے۔ اگر ایک ادارے کو چلانے والا اپنا مقام بھول جائے اور صرف ذاتی مفاد کے لئے کام کرنا شروع کر دے تو اس ادارے کا نظام تباہ و بر باد ہو جائے گا۔ بھی حال اس دنیا کا ہوا ہے۔ جب مسلمانوں نے اپنا مقام کھو دیا تو دوسری قوموں نے اُن کی ذمہ داری سنبھال لی۔ جبکہ اس دنیا کو چلانے کے اصول صرف مسلمان کو ہی سکھائے گئے تھے۔ سنبھالنے والوں نے اپنے علم کے مطابق نئے اصول بنائے اور آج نتیجہ یہ ہے کہ یہ دنیا باتی کے دھانے پر کھڑی ہے۔ اس دنیا کو بنانے والے نے جو اصول بنائے ہیں اُن کو رد کر کے انسان جب اپنی ناقص عقل کے مطابق کوئی کام کرے گا تو یقیناً نقصان ہی اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا ایک بڑے نظام کے تحت بنائی جس میں رہنے والے سب انسانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی قرار دیا۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم میں سے کوئی اس طرح زندگی گزارے جس کا کوئی اثر دوسروں پر نہ پڑے۔ اس دنیا میں ہم آج رہنمائی کے قابل نہیں بھی رہے تو ہمیں یہ حق تو قطعاً حاصل نہیں ہے کہ ہم کوئی ایسا مقصد حیات بنائیں جس کا دوسرے لوگوں کو کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ ہم اپنی ہی چھوٹی سی دنیا میں رہ کر چند ذاتی مفاد کی خاطر زندگی گزار دیں۔ ہمیں یہ زندگی ہمارے نفس کی پروردش کے لئے نہیں دی گئی بلکہ اس لئے دی گئی ہے کہ ہم اس کائنات میں بہترین مخلوق ہونے کا حق ادا کریں اور اس طرح کی زندگی گزاریں جو دوسروں کے لئے فائدہ مند اور مشغول رہا ہو۔ دوسری صورت میں ہم چاہئے ہی اچھی زندگی گزاریں اگر ہم اس نظام خداوندی میں مددگار نہ ہوئے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم کامیاب نہیں کہلاتے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بار بار سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

”اور یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں اور مجھ سے ڈرو۔“ (المومنون : ۵۲)

”اور میں تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“ (الحجرات : ۱۰)

”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے خامے کو حکما و رفقة میں نہ پڑو۔“ (آل عمران : ۱۰۳)

پوری دنیا کے انسان اماں حوا اور بابا آدم کی اولاد ہونے کے ناطے آپس میں ایک گہرے رشتے سے جڑے ہوئے ہیں اور اس حقیقت سے ہم کسی بھی طرح دستبردار نہیں ہو سکتے کیونکہ ساری دنیا کے لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پوری کائنات کے لئے اور نبی پاک ﷺ کو پوری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ اس ہدایت کو کوئی فرقہ یا نہ ہب کس طرح اپناتا ہے وہ ایک الگ معاملہ ہے لیکن انسانیت کے ناطے ہم سب ایک دوسرے کے ساتھی اور مددگار بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ دی گئی ہدایات

کے سی خاندان میں کچھ لوگ بچوں کی تعلیم کے حق میں ہوں اور کچھ خلاف، پھر بھی بچوں پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ جن اداروں یا گھروں میں لوگوں کے مقاصد میں ہم آج ہمیں نہ پائی جائے وہ جانی کا فکار ہوتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اکثر گھروں میں ماں باپ کے درمیان کوئی چیزوں میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اُس کی ایک عام اور سیدھی سی مثال جھوٹ بولنے کے بارے میں ہے۔ بچوں کو کتابوں میں پڑھایا جاتا ہے کہ جھوٹ بولنا بُری بات ہے۔ گھر میں اگر بزرگوار ہوں تو اکثر وہ بھی بچوں کو جھوٹ بولنے سے منع کرتے ہیں جبکہ اسی گھر میں اگر باپ کو جھوٹ بولنے کی عادت ہو اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ بُری بات ہے تو اس کے لئے تو ان آئے یا ملنے کے لئے کوئی ایسا شخص آجائے جسے وہ نہ ملا چاہے تو بچوں کو ہی کہا جاتا ہے کہ کہہ دو ایک گھر نہیں ہیں۔ اگر غور کریں تو صاف نظر آجائے گا کہ ایسے گھروں کے پچھت بُنی سوچ کے مالک ہوتے ہیں جس کا اثر ان کے ہر کام میں نظر آتا ہے۔ یہ صرف ایک چھوٹی سی مثال ہے جو ہمارے اردو گرد پیشتر گھروں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اندازہ لگائیں کہ اس طرح کے اختلافات گھروں کے مکینوں کو کس طرح بنا دیتے ہیں۔

اس بحث سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انفرادی ڈیوٹی دینے سے کوئی نظام نہیں چلایا جا سکتا تو پھر اس کائنات کا نظام کس طرح چلے گا؟ اگر ہم میں سے ہر کوئی اس اپنا کام کرتا رہے اور یہ بھول جائے کہ ہم ایک ایسے نظام کا حصہ ہیں جس میں دوسرے لوگ بھی ہیں اور اس نظام کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ نہ صرف ہمارے کسی فعل سے اس دنیا کو نقصان نہ پہنچے بلکہ ہماری انفرادی ذمہ داری کا رخ اس طرف ہو کہ ہم اس کائنات کے نظام کو کامیاب کرنے میں مددگار نہایت ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کامیاب ہونے کے لئے ہی بنا یا ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں دوسروں کی رہنمائی کے لئے بھیجا۔

”اور ہم نے تم کو امت وسط (درمیانی را اختیار کرنے والی امت) بنا یا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بخواہی خبیر تم پر گواہ بخیں۔“ (البقرہ : ۱۲۳)

”جنہی امیں لوگوں میں پیدا ہوئیں تم اُن سب سے بہتر ہو کر تیک کام کرنے کو کہتے اور مُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“ (آل عمران : ۱۱۰)

لوگوں کی نسبت زیادہ قابل اور علم یافتہ ہوتے ہیں اور یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ادارے کے مفاد کے

اس نے تمہارے لئے مسخر بنا یا جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کو اپنی طرف سے بیک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور کرتے رہتے ہیں۔ (الجاشیہ : ۱۲-۱۳)

۵۔ اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور آسمان سے پانی اتنا را پھر اس (پانی) سے (مختلف) پھل تمہارے لئے بطور رزق پیدا کئے۔ اور تمہارے (نفع کے) لئے کشتی کو (اپنی قدرت سے) مسخر کر دیا تاکہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلے۔ اور تمہارے (نفع کے) لئے دریاؤں کو (اپنی قدرت سے) مسخر کر دیا۔ اور تمہارے (نفع کے) لئے سورج اور چاند کو (اپنی قدرت سے) مسخر کر دیا، جو دونوں برابر سرگرم عمل ہیں۔ اور تمہارے (نفع کے) لئے رات اور دن کو (اپنی قدرت سے) مسخر کر دیا۔ (ابراہیم : ۳۲-۳۳)

۶۔ پھر ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا کہ وہ ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے نہیں سے چلتی۔ (ص : ۳۶)

مزید دو سب سے اہم محکم جن کا ہر انسان کو خطرہ اور فکر لاقن رہتی ہے اپنے ہاتھ میں رکھتا کہ انسان پر بیشان ہوئے بغیر اپنا کام ٹھیک طرح سے کر سکے۔ موت اور رزق دو ایسی چیزیں ہیں جن کے لئے انسان فکر مندر رہتا ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ:

"بِلَا شَيْءٍ اللَّهُ هِيَ بِإِرْأَوْزِي دِينِي وَالاَزِبْرِدِسْتِ طَاقَتِ الْاَلَّا هِيَ"۔ (الْمُارِسَةُ: ۵۸)

"بِحَلاَوَهُ كُونْ ہے جو تمہیں روزی دے گا اگر وہ (اللہ) اپنا رزق روک لے۔"

(الملک : ۲۱)

"اور زمین پر کوئی چلنے والا ایسا نہیں جس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ اور وہی جانتا ہے اس کے نہبہ نے کی جگہ کو اور جہاں وہ سونپا جائے گا۔" (سود : ۶)

"جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے چشمکارے کی ٹکل نکال دیتا ہے اور اسے اسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔" (الاطلاق : ۵-۶)

"اللہ جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اندازے سے دیتا ہے۔" (الروم : ۳۷)

تقویٰ اختیار کرے گا تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔ " (النور : ۵۲)

" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جدوجہد کرتے ہو (ہر طرح) فلاخ پاؤ۔" (المائدہ : ۳۵)

دیکھنے اللہ تعالیٰ نے انسان کو کامیابی حاصل کرنے کے لئے کتنے ذرائع فراہم کئے۔ ا۔ کیا تو نے اس پر نظر نہیں کی کہ اللہ نے تمہارے واسطے کام میں لگا رکھا ہے اس کو (بھی) جو کچھ زمین میں ہے۔ اور کشتی کو (بھی) کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں جلتی ہے۔ اور وہی اپنی اجازت کے بغیر آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے۔

بیک اللہ انسانوں پر بڑا شفقت والا بڑا رحمت والا ہے۔ (انج : ۲۵)

۲۔ اور اسی نے تمہارے (فاتحہ کے) لئے مسخر کیا رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو۔ اور ستارے بھی اس کے حکم سے مسخر (تالیخ) ہیں۔ بیک اس میں ان لوگوں کے لئے (بڑی) نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور (وہ چیزیں) جنمیں زمین پر تمہارے لئے بنایا۔ ان کی اقسام مختلف ہیں۔ بیک اس میں نشانی ہے، ان لوگوں کے لئے جو فتح حاصل کرتے ہیں۔ اور وہ وہی (اللہ) ہے جس نے سمندر کو مسخر کر کھا ہے تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور تاکہ تم اس میں سے زیور نکالو جسے تم پہنچتے ہو۔ اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ اس میں پانی کو جیزی ہوئی چلی جاتی ہیں تاکہ تم اللہ کے فضل سے تلاش کرتے ہو اور تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرتے ہو اور اس نے زمین میں پہاڑ رکھ دیئے ہیں تاکہ وہ تم کو لے کر ڈگانے نہ گیں۔ اور نہبہیں اور راستے (بادیے) تاکہ تم راہ پاتے ہو اور علامتیں بھی (بنا کیں) اور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں۔

(انجل : ۱۶-۱۷)

۳۔ کیا تم لوگوں کی اس پر نظر نہیں کہ اللہ نے تمہارے ہی کام میں لگا رکھا ہے اس (سب) کو جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور تمہیں اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں بھر پور دے رکھی ہیں۔ (لقمن : ۲۰)

۴۔ اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے سمندروں کو مسخر بنا یا ہے کہ اس میں اس کے حکم سے کشتیاں چلیں، اور تاکہ تم اس کی (دی ہوئی) روزی تلاش کرؤ اور تاکہ تم شکر کرؤ اور

یا ایسا کام کرے جو اس نظام کو خراب کرئے قابل نہ صحت ہوتا ہے۔ مثلاً لوگوں کا نفس پرست ہونا، لاپچی ہونا، فضول خرچ ہونا یا کنجوں ہونا یا پھر کسی بھی طرح سے کسی غلط عادت یا کام کا شکار ہونا۔ اس کے عکس ہر وہ انسان عزت کا مستحق ہوتا ہے جو کسی اچھی عادت کا مالک ہو اور اس طرح دوسروں کے لئے فائدے کا باعث بنے۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمیں اچھا انسان بننے سے یا کوئی بھی اچھا یعنی ایسا کام کرنے سے جس سے کسی دوسرے کو فائدہ ہو جو خوشی اور سکون ملتا ہے وہ غلط راہ پر چلنے والوں کو نصیب نہیں ہوتا یہی قانون قدرت ہے۔ وہ لوگ جو اس مسلمہ حقیقت سے انکار کرتے ہیں اور اپنی زندگی کو اپنے بنائے ہوئے اصولوں پر گزارنا چاہتے ہیں۔ انھیں چاہیے کہ پھر اس نظام کا ناتاں کی دی گئی سہولیات سے بھی دستبردار ہو جائیں کیونکہ جس اللہ تعالیٰ نے دنیا بنا کر انسان کو اس کا خلیفہ مقرر کیا ہے اس نے تمام سہولیات اس لئے دی ہیں کہ ہم بھی شیخیت اشرف الخلوقات اپنا فرض پورا کریں اور جس مقصد کے لئے اس دنیا میں بھیج گئے ہیں اس کو پائی ٹھیکیں تک پہنچائیں۔ جب ایک فرد کسی کپنی یا ادارے کا کام صحیح طور پر نہیں کر پاتا تو یا تو اسے ترقی کا مستحق نہیں سمجھا جاتا یا پھر دی گئی سہولیات واپس لے لی جاتی ہیں اور پھر بھی سیدھے راستے پر نہ آئے تو تو کری سے برخاست کر دیا جاتا ہے۔ ہم پہلے ہی دیکھ کچے ہیں کہ یہ دنیا ایک بہت منظم ادارہ ہے جس کا چلانے والا اس کا ناتاں کا مالک ہے۔ اس نے ہمیں بنا یا سیکھایا اور پڑھایا ہے۔

"خداۓ رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی، اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو گویا دی۔"

(الارجن: ۲-۴)

"یہ سب اللہ کے ضابطے ہیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی (پوری) اطاعت کرے گا اللہ اسے (بہشت کے) باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہبہیں بہرہ ہی ہو گی۔ ان میں وہ ہمیشہ (بہیشہ) رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔"

(النساء : ۱۳)

"سو جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل بھی کیے تو ان کو ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بھی صرتھ کامیابی ہے۔" (الجاشیہ : ۳۰)

"بیک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہبہیں جاری ہو گی اور بھی بڑی کامیابی ہے۔" (البروج : ۱۱)

"اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اور اللہ سے ڈرے گا اور اس کا

اسی طرح موت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”تم جہاں کہیں بھی ہو موت تم کو آئے گی خواہ تم پختہ بنائے ہوئے قلعوں میں ہو۔“

(النساء : ۷۸)

”اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کو کیا کام کرے گا؟ اور کوئی تنفس نہیں جانتا کہ کس سر زمین پر اُسے موت آئے گی۔“ (آل عمرہ : ۳۲)

اتنے آرام اور سہولیات تو کسی بہت بڑے کام کرنے والے کو ہی دی جاسکتی ہیں۔ گاڑیوں کے ماذل بدلنے یا عروتوں کے زیور بنا نے جیسے مقاصد کے لئے اللہ تعالیٰ کو کیا دچھپی ہو سکتی ہے؟ ایسے لوگوں کو یا تو مقاصد بدل لینے چاہیں یا پھر انہی چھوٹی سی دنیا الگ بسا لئی چاہیے جس میں ان کے اپنے اصول نافذ ہوں۔ اپنی بقا کے لئے وہ خود انہی ذمہ داری اٹھائیں۔ جب موت آئے تو وہ اسکیں ہتنا رزق چاہیں انھیں مل جائے اُنکا اپنا سورج تو انہی اور روشنی فراہم کرے۔ اللہ تعالیٰ کی بنای ہوئی دنیا کی تمام نعمتوں سے انکار کر دیں اور یہ کہہ دیں کہ ہم اس نظام کا حصہ نہیں ہیں۔ جب یہ کوئی کہہ نہیں سکتا تو پھر مقاصد ہی بدلنا پڑیں گے اور قبول کرنا پڑے گا کہ ہماری زندگی ہماری نہیں بلکہ ہمیں کسی خاص مقصد کے تحت دی گئی ہے اور ہم ایک لمحے کے لئے جوابدہ ہیں کہ ہم نے کیا کیا۔

نبی پاک ﷺ کی ایک حدیث بھی رزق اور موت کے بارے میں اسی نقطہ نظر کی تائید کرتی ہے۔

فرمایا:

”کسی انسان کو اُس وقت تک موت نہیں آ سکتی جب تک کہ اُس کے حسے کے رزق کا آخری ذرہ بھی اُسے نہ مل گیا ہو۔“

بالکل کسی ایسے ادارے یا کمپنی کی طرح جس میں کسی ملازم کو فارغ کرنے سے پہلے اس کا حساب کتاب کیا جاتا ہے اور ایک ایماندار ادارہ اس امر کو تینی بناتا ہے کہ چاہے کوئی شخص کیسا بھی تھا، جر حال اس ادارے سے مسلک تھا لہذا اس کا حق پوری طرح اُس تک پہنچایا جائے۔ یہ اسی لئے ہے کہ ایک اچھی کمپنی اپنے ملازمین کے آرام و سکون کے لئے security کا بندوبست کرتی ہے تاکہ کسی ڈھنی انجمن کی بدولت کام کا معیار خراب نہ ہونے پائے۔

آج کی بحث سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ:

خاتمی

- ☆ یہ دنیا ایک مقصد کے تحت بنائی گئی ہے۔
- ☆ انسان کو اشرف الحکومات کا درجہ دے کر اس دنیا کا نظام چلانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔
- ☆ اس نظام کو چلانے کے لئے قدرت نے بے شمار ذرائع مہیا کئے ہیں۔
- ☆ انسان کی توجہ بارہاں طرف مبذول کرائی گئی کہ ہر انسان اپنی بقا کے لئے قدرت کے قوانین پر انحصار کرتا ہے۔
- ☆ ہر انسان کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ ان قوانین قدرت کو قبول کرے اور اپنائے۔
- ☆ اپنی استطاعت کے مطابق اس نظام خداوندی کو کامیاب کرنے کی کوشش کرے۔
- ☆ اس نظام کو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے احکامات کے مطابق چلا کر ہی کامیاب کیا جاسکتا ہے۔
- ☆ جب کوئی انسان ایسا مقصد حیات اپناتا ہے جس سے یہ نظام بہتر بنے تو وہ انسان دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔
- ☆ کوئی بھی ایسا مقصد حیات جو کسی انسان کے نفس پرست ہونے کا ثبوت دے اللہ تعالیٰ کے نظام میں ناقابل قبول ہوگا۔
- ☆ صرف ایسا مقصد حیات ہی کسی انسان کو کامیاب کر سکتا ہے جس سے نہ صرف اُس انسان کو خود کوئی فائدہ پہنچے بلکہ اُس سے دوسرا لوگوں کو بھی فائدہ ہو۔
- ☆ صرف اس طرح ہی یہ نظام کامیاب ہوگا اور نتیجتاً اس میں رہنے والے لوگ بھی کامیاب ہونگے۔